قدر زادِ راہ بہتر ہے کہ جس سے سوال سے بچــو ۔ چنانچہ اس کے شانِ نزول میں منقول ہے کہ یمن کے لوگ بغیر زادِ راہ کے ســفر حج کرتے تھے اور خــرچ ساتھ لینا مکروہ جانتے تھے ، پھر سوال کر کے حاجیوں کو دق کرتے تھے " (۲)

اســلام رحمت اور فــلاح انسانیت کا دین ہے ۔ اس نے عبادت کے ہر ایسے تصــور کو ناپسندیدہ قرار دیــا جس میں خود کو یا دوسروں کو تکلیف دینا دین سمجھا جاتا ہو ۔ اللہ تعالی بندوں کو صرف اسی حد تک مکلّف اور ذمہ دار ٹھہراتا ہے جس حد تک ان میں طاقت و وسعت ہو ۔ وہ طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا (لَاَیُکَلِّفُ اللّٰہُ اِلاَّ وُسْعَھَا) (سورہ بقرہ : ۲۸٦) چنانچہ اسلام نے وہ تمام طریقے ختم کر دیئے جن میں محض ایذائے نفس کو عبادت سمجھا جاتا ہو ۔ عــلماء نے اس کی وضاحت بھی کر دی کہ عبادات میں جو مشقت و تکلیف اضطراری حــد تک شامل ہے وہ خود مقصود نہیں ۔

یہ اصول (یعنی الدین یسد) شریعت الہی کے تمام احکام میں کارفرما ہے لیکن زمانہ جاہلیت کے حج میں چونکہ اس کی خــلاف ورزی بے حــد تکلیف وہ تھی اور یہ بھی اندیشہ تھا کہ اگر اس کی خصوصی طــور پر بیخ کنی نہ کی گئی تو عــبادات کا اســلامی تصور بھی جاہلی تصور کی نذر ھــو جائے گا اس لئے اللہ تعالی نے حج کی فرضیت کا اعلان کرتے ہوئے استطاعت کے اُصول کا خاص طور پر ذکر کیا ۔ ارشاد ہوا ۔ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیہِ سَبِیْلاً ٥ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْن (۳)

(لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہو جانا چاہئیے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بےنیاز ہے)

چنانچہ حج کے لیے استطاعت بنیادی شرط قرار پائی - لیکن استطاعت کا مفہوم زمانے کے حالات کے ساتھ بدلتا رہتا ہے اس لئے استطاعت حج کے بنیادی مباحث پر نظر ڈالنا ضروری ہے - ذیل کی سطور میں ہم استطاعت کے لغوی معنی کے بعد قرآن ، تفسیر ، حدیث اور فقه کی روشنی میں استطاعت حج کا بنیادی مفہوم متعین کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ اس کی روشنی میں آج کے حالات میں استطاعت کے معانی اور اس کے اطلاق کے تعین میں مدد مل سکے -

استطاعت - لغوی معانی

" استطاعت " کا اصل مادہ " طوع " ہے جس کے معنی حکم بجالانے اور ارادی اطاعت کے ہیں (۴) طوع باب استفعال میں استطاعت ہو کر " طاقت " اور " قدرت " کے مترادف ہو جاتا ہے - تاہم علمائے لغت نے استطاعت کے مفہوم کو " طاقت " اور " قدرت " سے ممیز کیا ہے - امام جوہری نے " استطاعت " کو " طاقت " کے ہم معنی قرار دیا ہے - لیکن ابن بری نے دونوں کے فرق کو واضح کرتے ہوئے کہا ہے کہ استطاعت کا مفہوم انسان کے لئے خاص ہے جب کہ " طاقت " کا لفظ انسان اور حیوان دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے (۵) زبیدی (صاحب تاج العروس) نے بھی اس کی تائید کی ہے اور عمرو بن

معدیکرب کا شعر نقل کیا ہے ۔ (٦)

اذا لم تستطع امراً فدعه وجاوزہ الی ما تستطیع

امام راغب اصفہانی (۵۰۲ ھ) نے استطاعت کے مفہوم پر تفصیلی بحث کی ہے (۷) انھوں نے استطاعت کی تعریف یوں کی ہے ,, یہ ایسی چیز کی موجودگی کا نام ہے جس سے فعل عمل میں آتا ہے ۔ ,, امام راغب کے نزدیک استطاعت کا مفہوم ,, قدرت ،، سے بھی خاص ہے ۔ استطاعت کے مفہوم میں چار ایسے عناصر شامل ہیں جن کی موجودگی سے انسان اس فعل کو کرنے کے قابل ہو جاتا ہے جس کا ارادہ کر رہا ہوتا ہے ۔ (۱) فاعل کا مخصوص ارادہ (۲) فعل کا تصور (۳) فعل کو عمل میں لانے کے لئے مادہ کی استعداد (۴) آلہ فعل ۔ ان چاروں چیزوں کے موجود ہونے پر ھی فعل عمل میں آ سکتا ہے اور یہ بات ,, قدرت ،، کے مفہوم میں شامل نہیں ۔ چنانچہ اسی لئے ,, استطاعت ،، کی ضد ,, عجز ،، ہے اور ,, قدرت ،، کی ,, ضعف ،،

استطاعت کے اس لغوی مفہوم کی روشنی میں استطاعت حج کے لئے بھی ان چار عناصر کی موجودگی ضروری سمجھی جائے گی ۔ ان میں پہلے دو یعنی فاعل کے ارادے اور فعل کے تصور کے بارے میں تو کسی بحث کی گنجائش نہیں البتہ آخری دو کے بارے میں اکثر خلط مبحث رہتا ہے ۔ ان ھی دو کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ارشادات میں اور فقہا کو اپنی تشریحات میں بار بار وضاحت کرنی پڑی ۔

قرآن کریم اور تفاسیر

قرآن کریم میں استطاعت کا لفظ کئی جگہ استعمال ہوا ہے تاہم اس مضمون کی نسبت سے سورہ آل عمران کی آیت وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا بنیادی اہمیت کی حامل ہے اس ضمن میں ہم چند اہم مفسرین کی تشریحات پیش کرتے ہیں۔

مفسرین نے اس آیت کے ذیل میں دو مباحث کو مدنظر رکھا ہے اولاً استطاعت اور سبیل کے معانی کیا ہیں دوم آیا من استطاع الیہ سبیلا ، وللہ علی الناس حج البیت کا بدل ہے ؟

استطاعت اور سبیل

حضرت عمر ، ابن بشار ، عمرو بن دینار ، ابن عباس ، عطاء ، سعید بن جبیر اور حسن بصری رضی اللہ عنہم نے سبیل کے معنی زادِ راہ اور سواری کے لئے ہیں (۸)۔ ابن عباس نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا : „ سبیل سے مراد ہے کہ آدمی تندرست ہو اس کے پاس راستے کا خرچ ہو اور سواری ہو ،، (۹)

حضرت عکرمہ کے نزدیک سبیل سے مراد صحت اور تندرستی ہے(۱۰)

ابن زید کے نزدیک اس کا مطلب ہے کہ آدمی کے پاس خرچ جسم اور سواری تینوں کی طاقت ہو ۔ حتی کہ اگر وہ جسمانی طور پر اتنا کمزور ہے کہ چل نہیں سکتا تو اس پر حج واجب نہیں اگرچہ مالی طور پر وہ مضبوط کیوں نہ ہو۔

مفسرین کی ایک جماعت نے آیت میں لفظ استطاعت کا مطلب یہ لیا ہے انسان بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو ، چاہے پیدل پہنچے چاہے سواری پر ، تاہم ان کے نزدیک دوسرے

موانع کی موجودگی (مثلاً راستے میں دشمن ھو یا پانی کی قلت ھو) استطاعت کو زائل کر دیتی ھے ۔ یہ مفہوم ابن زبیر ،ضحاک عطاء ، عامر اور حسن نے لیا ھے (۱۱)۔

امام شافعی نے استطاعت کی دو قسمیں قرار دی ھیں اور اس ضمن میں سنت کے ساتھ ساتھ اجماع سے بھی دلیل لی ھے ۔ ان کے نزدیک ایک استطاعت یہ ھے کہ آدمی خود اس قابل ھو کہ وہ سواری پر چڑھ سکے اور آنے جانے کا خرچ اس کے پاس ھو ۔ دوسری استطاعت یہ ھے کہ وہ اتنی مالی استطاعت رکھتا ھو کہ کسی دوسرے کو حج پر بھیج سکے ۔ (۱۲)

ابن القاسم ، اشھب اور ابن وھب امام مالک سے روایت کرتے ھیں کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ اس کا حکم لوگوں کی طاقت اور آسانی کے اعتبار سے ھے ۔ اشھب نے سوال کیا ، کیا اس سے مراد زادِ راہ اور سواری ھے ؟ فرمایا نہیں خدا کی قسم یہ محض لوگوں کی طاقت پر ھے کبھی ایسا بھی ھوتا ھے کہ راستے کا خرچ بھی ھوتا ھے اور سواری بھی لیکن آدمی میں چلنے پھرنے کی قوت نہیں ھوتی (۱۳)۔

استطاعت کے مفہوم کی ان مختلف تعبیرات سے فقہی حکم کیا حاصل ھوتا ھے اس سے تو ھم بعد میں بحث کریں گے البتہ ان کے خلاصے کے طور پر یہ کہا جا سکتا ھے کہ صحابہ ، تابعین اور مفسرین کے نزدیک استطاعت کے مفہوم میں مندرجہ ذیل امور شامل ھیں : ۔

(۱) جسمانی استطاعت (۲) مالی استطاعت (آنے جانے کا

خرچ)

(۳) سفر کے وسائل (۴) راستے کا امن

استطاعت فرضیت کی شرط

اکثر مفسرین کے نزدیک من استطاع الیہ سبیلا ، الناس کے بدل کے طور پر استعمال ہوا ہے ۔ امام طبری (۳۱۰ ھ) نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے : ۔

" قول باری تعالی من استطاع میں " من " " الناس " کے بدل کے طور پر استعمال ہوا ہے ۔ کیونکہ اس آیت کا مفہوم یوں ہے للہِ علی من استطاع من الناس سبیلا الی حج البیت حجہ (لوگوں میں سے جسے حج بیت اللہ تک سبیل کی استطاعت ہو اس پر اللہ کی جانب سے حج فرض ہے) ۔ چونکہ آیت میں اس سے قبل " الناس " کا ذکر " من " سے پہلے ہو چکا تھا اس لئے من استطاع الیہ سبیلا کہہ کر اس کی وضاحت کر دی گئی کہ ان مذکورہ لوگوں پر ھی حج فرض ہے ۔ کیونکہ یہ فرضیت سب کے لئے نہیں بلکہ بعض کے لئے ہے " ۔ (۱۴)

امام بیضاوی (۶۹۱ ھ) نے بھی من استطاع الخ کو الناس کا بدل اور مخصص بیان کیا ہے ۔ اس کی دلیل میں وہ ان مختلف احادیث کا حوالہ دیتے ھیں جن میں استطاعت کے معنی زادِ راہ اور سواری بیان کئے گئے ھیں ۔ مزید برآں انھوں نے امام ابو حنیفہ ، امام شافعی اور امام مالک کے اقوال سے بھی استدلال کیا ہے جو اس تخصیص کے قائل ھیں ۔ چنانچہ بیضاوی کے نزدیک آیت کا مفہوم یہ ہے کہ حج صرف اسی پر فرض ہے جو استطاعت رکھتا ہو (۱۵)

ابو بکر ابن عــربی (۵۴۳ ھـ) نے بھی یہی مــوقف اختیار کیا ھے ۔ انھوں نے البتہ مالکی علماء کے حوالے سے حدیث خوزی (اس کا ذکر بعـد مــیں آئے گا) کی صحت میں شک کیا ھے کیــونکہ اگر یہ حدیث صحیح ھو تو آیت میں عموم آ جائے گا اور تمام لوگوں پر حج فــرض سمجھا جائے گا خالانکہ لوگوں کی اکثریت دور دراز ملکوں میں رھتی ھے اور ھر ایک کی اســتطاعت یکســاں نہیں ھو سکتی ۔ فرماتے ھیں اگر صرف زادِ راہ اور سواری کی شرط ھو تو مریض اور معضوب پر (یعنی ایسا کمزور آدمی جو سواری پر چڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ھو) حج فرض ھو جاتا لیکن امت کا اجماع ھے کــہ ان پر حج فرض نہیں کیونکہ انھیں حج کی استطاعت نہیں (١٦)

خلاصہ کلام یہ کــہ مفســرین کی اکثریت کے نزدیک اس آیت کا اطلاق عمومی نہیں ھے بلکہ اس کا اطلاق صرف ان پر ھوتا ھے جو استطاعت رکھتے ھوں ۔ استطاعت کے معانی کے تعین میں البــتہ ان کے ھاں اختلاف ھے اور اس کی بنیاد وہ احادیث و آثار ھیں جــن سے مفسرین اور فقہاء نے استدلال کیا ھے ۔

احادیث

اس مضمون کی احادیث دراصل متن کے اعتبار سے صرف دو ھیں جو مختلف طرق سے بیان ھوئی ھیں اور انھیں ترمذی بیہقی ، ابن ماجہ اور شافعی وغیرہ نے روایت کیا ھے ۔ ان میں سے ایک حضرت ابن عمر سے روایت ھے اور دوسری حسن بصری نے مرســلاً روایت کی ھے ۔ ابن عمــر والی حدیث کی ایک روایت کی اســناد میں ابراھیم بن یزید الخوزی آتے ھیں اس لئے اکثر یہ حدیث خوزی کے

نام سے معروف ھے ۔

سنن بیہقی کے مطابق سفیان نے ابراھیم بن یزید الخوزی سے اور انھوں نے محمد بن عباد بن جعفر سے اور انھوں نے ابن عمر سے روایت کیا ۔

قال : قیل یا رسول اللہ ما السبیل الی الحج ، قال : السبیل : اَلزَّادُ والرّاحِلَةُ (۱۷)

(فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ حج کی سبیل سے مراد کیا ھے ؟ فرمایا سبیل سے مراد راستے کا خرچ اور سواری ھے)

بیہقی نے یہ بھی ذکر کیا ھے کہ علمائے حدیث کے نزدیک ابراھیم بن یزید الخوزی ضعیف ھے اور اس کی روایت قبول کرنے سے منع کیا گیا ھے ۔ (۱۸) تاھم جہاں تک متن حدیث کا تعلق ھے وہ دوسرے طریقوں سے بھی مروی ھے جس سے اسے تقویت ملتی ھے ۔ ابن ترکمانی (۷۴۵ ھ) نے اس پر تبصرہ کرتے ھوئے بیہقی کی تنقید کو مبالغہ قرار دیا ھے (۱۹)

دوسری حدیث حضرت حسن بصری نے رسول اللہؐ سے مرسلاً روایت کی ھے :۔

سئل النبی عن السبیل : قال: اَلزَّادُ و الرّاحِلَة (۲۰)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سبیل کے بارے میں دریافت کیا گیا فرمایا : راستے کا خرچ اور سواری)

ان احادیث کی تائید ایک اور حدیث سے ھوتی ھے جو حضرت علی ابن ابی طالب سے روایت ھے :۔

قال : قال رسول الله من ملک زاداوراحــلة فلم یحج ، مات یهودیا او نصرانیا (۲۱)

(فرمایا ـ رسول الله کا ارشــاد هے که جس کی ملکیت مین زادِ راه اور سواری هوئی لیــکن پهــر بهی حج نهیں کیا تو وه یهودی یا عیسائی هو کر مرا) ـ

بعض محدثین نے ان احادیث کے اطلاق میں غلو کیا اور دیگر امور کو نظر انداز کرتے هوئے استطاعت کے مفهوم کو صرف زادِ راه اور سواری تک محدود کرنے کی کوشش کی اس پر اکثر مفسرین اور فقها نے ان سے اختلاف کیا (۲۲) اور اس کا ایسا مفهوم متعین کرنے کی کــوشش کی جــوهر علاقے اور زمانه کے مسلمان پر صادق آسکے۔

ففقهــاء کی آراء

مالکی فقهاء

مالکی فقها نے استطاعت کی فقهی تعریف یوں کی هے :ـ

امکان الوصول الی مکة بلامشقة عظمت و امن علی نفس ومال (۲۳)

(اس سے مرادکسـی بڑی مشقت کے بغیر مکه تک مال اور جان کی سلامتی کے ساتهـ پهنچنا هے)

مالکی فقها کے هاں اس بات پر اختلاف هے که استطاعت حج کی فرضیت کا سبب هے یا شرط (۲۴) اور پهر جــو اس کے شرط هونے کے قائل هیں ان میں اس بات پر اختلاف هے که یه شرط وجوب هے یا شرط صحت ـ

ابن خلیل کے نزدیک استطاعت وجوب حج کا سبب هے لیکن ابن

بشیر ، ابن شاس ، ابن حاجب ، ابن عرفه اور دیگر مالکی فقہا کے نزدیک استطاعت وجوب کی شرط ھے (۲۵)

استطاعت سے مراد کونسی چیزیں ھیں ؟

ابن رشد نے کہا که اس میں کوئی اختلاف نہیں که استطاعت سے مراد جسمانی اور مالی استطاعت اور راستے کا پرامن ھونا ھے ۔ البته امام مالک کے نزدیک اگر پیدل چل کر پہنچنا ممکن ھو تو سواری شرط نہیں اور اگر راستے میں روزی حاصل کرنے کا ذریعه ھو تو زادِ راه بھی شرط نہیں خواه بھیک مانگ کر ھی کرے (۲٦)

مالکی فقہا نے اگرچه امام مالک سے اصولاً اتفاق کیا ھے یعنی ان کے نزدیک بنیادی شرط مکے تک پہنچنا ھے سواری اور زادِ راه بنیادی شرط نہیں تاھم زادِ راه کی توجیه میں انھوں نے امام مالک سے اختلاف کیا ھے ۔ چنانچه حطاب نے مالکی فقہا کی آراء بیان کرتے ھوئے لکھا ھے که مالی استطاعت سے مراد سفر حج کے دوران گھر سے غیرحاضری کے عرصے میں بیوی بچوں کے اخراجات اور گھر کے اثاثے کے علاوه مکه معظمه تک آنے جانے اور راستے کے خرچ کی استطاعت ھے (۲۷)

صرف یہی نہیں ابن القصار کے نزدیک اگر کوئی ظالم سلطان حج پر جانے کے لئے ایک مخصوص رقم بطور ٹیکس داخل کرنے کا حکم جاری کر دے تو مذکوره بالا اخراجات کے علاوه اس رقم کی استطاعت بھی شامل ھو گی ۔ اگر اتنی استطاعت نه ھو تو حج واجب نہیں ھو گا (۲۸)

شافعی فقہاً

امام شافعی اصولاً اس کے قائل ھیں کہ اگر قرآن کی کوئی آیت مجمل ھو اور سنت میں اس کی تفسیر ملتی ھو تو قرآنی آیت کی اس تفسیر سے انکار ناممکن ھے (۲۹) چنانچه احادیث میں زادِ راہ اور سواری کی جو شرط بیان ھوئی اسے امام شافعی نے اپنے استدلال کی بنیاد ٹھہرایا ھے ۔ اس کے علاوہ ایک اور حدیث سے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم نے ایک صحابیه کو اپنے معذور والد کی جانب سے حج کرنے کی اجازت دی (۳۰) امام شافعی استطاعت کی دوسری صورت کی دلیل لاتے ھیں ۔

چنانچه امام شافعی کے نزدیک استطاعت دو طرح کی ھے

(۱) ذاتی استطاعت (۲) نیابت کی استطاعت

ایک صورت یه که ایک شخص کو جسمانی اور مالی استطاعت ھے تو اس پر فرض ھے که وہ خود حج کرے ۔

دوسری صورت یه ھے که مالی استطاعت تو ھے لیکن جسمانی استطاعت نہیں یعنی وہ سواری پر خود چڑھ اتر نہیں سکتا ۔ لیکن اگر وہ یه قدرت رکھتا ھے که کسی کو اپنی جگه بھیج سکے تو اس کے لئے ضروری نہیں که وہ خود حج پر جائے (۳۱) لیکن اگر اسے یه قدرت بھی نہیں تو اس پر حج فرض نہیں (۳۲)

مغنی المحتاج میں ذاتی استطاعت کی چار شرطیں بیان کی گئی ھیں ۔

(۱) اتنا زادِ راہ جو اس کے سارے سفر کے لئے کافی ھو .

(۲) سواری

(۳) راستے کا امن (۴) سواری پر کسی کی مدد کے بغیر چڑھنے کی طاقت (۳۳)

حنبلی فقہاء

حنابلہ کے ہاں بھی مباحث تقریباً وہی ہیں جو شوافع کے ہاں ہیں اس لئے ان پر الگ سے بحث کی ضرورت نہیں۔

حنفی فقہاء

احناف کے ہاں استطاعت وجوب حج کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے۔ تاہم حنفی فقہاٗ اور اصولیوں میں ایک خفیف سا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اصولیین کے نزدیک استطاعت وجوب کی شرط نہیں بلکہ وجوب اداء کی شرط ہے۔ اس کے برعکس فقہاء کے نزدیک استطاعت اصل وجوب کی شرط ہے (۳۴)

حنفیہ کے نزدیک استطاعت کا مطلب ہے :-

والقدرة علی الزاد و الراحلته یشترط ان یکون فاضلاً عن المسکن وعمالا لاُبدّ بدمنه کالخادم واثاث البیت و ثیابه لان هذه الاشیاء مشغولة بالحاجة الاصلیه ویشترط ان یکون فاضلاً عن نفقة عیاله الی حین عوده (۳۵)

(استطاعت میں جو زادِ راہ اور سواری کی قدرت مراد ہے اس کی شرط یہ ہے کہ یہ مالی استطاعت گھر اور اس کے ضروری اخراجات مثلاً خادم ، گھر کا سامان اور کپڑے وغیرہ کے علاوہ ہو کیونکہ یہ اشیاء بنیادی ضرورتوں میں شمار ہوتی ہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ یہ استطاعت اس کی واپسی تک بیوی بچوں کے اخراجات کے علاوہ ہو۔

ابن عابدین شامی نے استطاعت میں تندرستی ، راستے کا امن اور محرم کو ادائیگی کی شروط قرار دیا ہے (۳۶)

کاسانی نے استطاعت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مریض ، معذور ، اپاھج ، مفلوج اور ایسے بوڑھے پر جو خود سواری پر نہ چڑھ سکتا ہو ، حج فرض نہیں ہے (۳۷)

فتاویٰ عالمگیری میں اس کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے : ۔

" توشہ اور سواری کے مالک ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس کے پاس اپنی حاجت سے زیادہ مال ہو ۔ یعنی رہنے کے مکان ، لباس ، خادم اور گھر کے اسباب کے سوا اس قدر سرمایہ ہو کہ سواری پر مکہ کو جاوے اور آوے ۔ پیادہ چلنے کا اعتبار نہیں اور وہ اس کے قرض کے سوا ہو اور اپنے لوٹ کر آنے کے وقت تک اس سرمایہ کے علاوہ اپنے عیال کا خرچ اور مرمت مکان وغیرہ کا صرف دے سکے(۳۸)

منجملہ ان (شرائط) کے بدن کی سلامتی ہے ۔ اپاھج پر حج واجب نہیں ۔ اسی طرح وہ بوڑھا جو سواری پر بیٹھ نہیں سکتا اس پر بھی حج واجب نہیں اور مریض کا بھی یہی حکم ہے (۳۹)

خلاصہ مباحث

استطاعت کے مفہوم کی مندرجہ بالا بحث سے مجموعی طور پر مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں : ۔

(۱) حج صرف اسی پر فرض ہے جسے استطاعت ہو اور اسی وقت فرض ہو گا جب استطاعت ہو گی ۔

(۲) حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے ۔

(۳) استطاعت کے مفہوم میں مندرجہ ذیل امور شامل ہیں اگر

یہ نہ ہوں تو حج فرض نہیں ہو گا :۔

ا) جسمانی استطاعت :۔ جسمانی طور پر آدمی اتنی طاقت رکھتا ہو کہ بغیر کسی خاص مشقت کے سفر کر سکے اور مناسک حج ادا کر سکے ۔ چنانچہ مریض ، معذور ، اپاھج ، مفلوج ، ضعیف العمر اور ایسے لوگوں پر جو جسمانی طور پر دوسروں کے محتاج ہوں حج فرض نہیں ۔

ب) محرم :۔ بعض فقہا کے نزدیک چونکہ عورتیں بھی معذوری کی اس تعریف میں شامل ہوتی ھیں ۔ جن کی بنا پر وہ سفر میں دوسروں کی محتاج ہوتی ھیں ۔ اس لئے عورتوں کے ساتھ محرم کا ہونا استطاعت کے لئے شرط ھے چنانچہ اگر محرم ساتھ نہیں تو حج ساقط ہو جائے گا ۔

ج) مالی استطاعت :۔ مالی طور پر آدمی کو اتنی استطاعت ہو کہ گھر سے بیت اللہ تک آنے جانے کا کرایہ ، راستے کا سفر قیام کا خرچ ، گھر کے اخراجات اور بیوی بچوں کے اخراجات سب کے لئے کافی سرمایہ موجود ہو ۔ اگر اتنی استطاعت نہیں تو حج فرض نہیں ہو گا ۔ یہ وضاحت بھی کر دی گئی ھے کہ یہ استطاعت قرض سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ اگر کسی کے ذمے قرض ہو تو استطاعت کا فیصلہ اس کی ادائیگی کے بعد کیا جائے گا ۔

د) راستے کا امن :۔ فقہا کے نزدیک اگر راستے میں امن نہ ہو۔ جنگ چھڑی ہوئی ہو ، دشمن کا علاقہ راستے میں پڑتا ہو ، سفر میں مال و جان کا خطرہ ہو تو یہ صورت حال عدم استطاعت شمار ہو گی ۔

جدید مسائل

گذشته بحث سے معلوم ہوا کہ استطاعت کا بنیادی اُصول یہ ہے کہ شرعی احکام میں انسان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر مکلف نہیں ٹھہرایا جاتا بلکہ ایسی صورت پیش آئے کہ کسی حکم کی بجاآوری طاقت سے باہر ہو تو اس حالت میں وہ حکم واجب نہیں رہتا ۔ مختلف زمانوں میں فقہا اور مفسرین نے استطاعت حج کی جو تعبیریں اور تعریفیں کیں بلکہ " زاد " اور " سواری " کے علاوہ " محرم " اور " راستے کے امن " کی شرائط کا جو اضافہ کیا اس میں یہی اصول ان کے پیش نظر تھا ۔ ان فقہاء کے زمانے کے مقابلے میں آج کے حالات بالکل بدل گئے ہیں لہذا استطاعت کے معانی اور تقاضوں میں بھی تبدیلیاں ہونا لازمی ہیں ۔ چنانچہ اس بات کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی ہے کہ استطاعت کے معانی پر نئے حالات کی روشنی میں غور کیا جائے ۔

دور جدید میں جو بہت سی تبدیلیاں آئی ہیں ان میں سے بعض تو محسوس اور واضح قسم کی ہیں جن کا حج کے سفر اور اس کے انتظامات پر اثر پڑنا لازمی ہے ۔ مثلاً ذرائع آمدورفت پہلے کی نسبت کہیں بہتر ہیں لیکن اس کی وجہ سے سفر خرچ میں بھی اضافہ ہو گیا ہے ، آبادی میں اضافے کی شرح بھی پہلے سے کہیں زیادہ ہے اس کی وجہ سے ہر سال حاجیوں کی تعداد میں اضافہ ہونا لازمی ہے ، اسی طرح زمانہ قدیم کے مقابلے میں ملکی سکوں کی کھپت کا دائرہ بالکل محدود ہے اس لئے بیرون ملک اخراجات کے لئے زرمبادلہ کی ضرورت پڑتی ہے ۔ یہ ایسی

تبدیلیاں ھیں جو بہت واضح قسم کی ھیں اس لئے ان کے اثرات کو تسلیم کرنے میں ھمیں کوئی تذبذب نہیں ۔

کچھ تبدیلیاں ایسی ھیں جو غیرمحسوس قسم کی ھیں تاھم ان کے اثرات استطاعت کے مفھوم پر براہ راست پڑتے ھیں لیکن چونکہ ان تبدیلیوں کا ھمیں احساس نہیں اس لئے ان کے اثرات کو قبول کرنے میں ایک طرح کی ھچکچاھٹ ھے ۔ ھم ان کے بارے میں مختصرًا کچھ عرض کریں گے ۔

ان تبدیلیوں میں سے ایک استطاعت کا نیا تصور ھے جس میں انفرادی استطاعت کے ساتھ ساتھ ملک کی مالی استطاعت کا پہلو بھی سامنے آتا ھے ۔ یہ تصور حکومت کے جدید تصورات اور تقاضوں کے تحت اُبھرا ھے ۔ آج کے دور میں شہریت کی تعریف اور شہریوں کے حقوق و فرائض کے تعین میں نہایت اھم تبدیلیاں آئی ھیں ۔ نئے تصورات کے تحت اپنے شہری کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری ملک کے اندر ھی نہیں ملک کے باھر بھی حکومت پر عائد ھوتی ھے ۔ اس لئے انتظامات حج حکومت کے فرائض میں داخل ھوتی ھیں ۔ اس کے ذمے ھے کہ وہ سفر حج کو بہتر سے بہتر بنائے ۔ سفر کے وسائل مہیا کرے ۔ راستے میں پڑنے والے ملکوں خصوصاً سعودی عرب میں ان کے داخلے اور قیام کی رسمی شرائط کو پورا کرنے میں مدد دے وھاں قیام و طعام کی آسائشیں فراھم کرنے میں مدد کرے ۔ اس طرح وہ ایک طرف حاجیوں کی دیکھ بھال کی ذمہ دار ھوتی ھے اور دوسری طرف دوسری حکومتوں سے اپنے حاجیوں کی صحت „ تندرستی „ حفاظت اور

دیکھ بھال کے لئے مراعات حاصل کرتی ھے ان کے ساتھ اس سلسلے میں تعاون کی پابند ھوتی ھے ۔ ظاھر ھے ان تمام انتظامات کے لئے حکومت کو بڑے پیمانے پر اخراجات کرنے پڑتے ھیں ۔ ان اخراجات میں زیادہ تر زرمبادلہ کی ضرورت پڑتی ھے ۔ جہاں تک زرمبادلہ کی فراھمی کا مسئلہ ھے اس میں حکومتوں کے ذرائع محدود ھوتے ھیں چنانچہ اس طرح ملک کی مالی استطاعت کا مسئلہ پیدا ھوتا ھے یہ انتظامات حاجیوں کی غیرمحدود تعداد کے لئے ممکن نہیں اس لئے اس سلسلے میں کچھ پابندیاں ضروری ھو جاتی ھیں اور یوں ملک کا مالی استطاعت کا مسئلہ روز بروز اھم ھوتا جاتا ھے ۔

فقہا کے زمانے میں حج کا انتظام انفرادی ذمہ داری تھی تو استطاعت کی تعریف بھی فرد کے اعتبار سے کی جاتی تھی آج جب کہ انتظامات حج کی ذمہ داری اجتماعی ھے اور ملک کی حکومت کے ذمے ھے تو استطاعت کی تعریف کرتے وقت اس نئے زاویے کو پیش نظر رکھنا ضروری ھے ۔ ظاھر ھے کسی ملک کی استطاعت کی تعریف اس کے ذرائع آمدنی اور زرمبادلہ کی فراھمی کی استطاعت کے اعتبار سے ھو گی ۔ چنانچہ جس طرح انفرادی سطح پر مالی استطاعت کا مفہوم یہ نہیں کہ انسان کے پاس صرف اتنا سرمایہ ھو کہ حج کے سفر پر جا سکے اور اس کے علاوہ گھر کے اور اھل و عیال کے اخراجات کے لئے سرمایہ نہ بچتا ھو اسی طرح کسی ملک کی مالی استطاعت کا بھی یہ مطلب نہیں ھو سکتا کہ حج کے انتظامات پر خرچ کرنے کے بعد اس کے پاس ملک کے دیگر

اخراجات کے لئے زرمبادلہ نہ بچے کسی ملک کی مالی استطاعت کی تعریف یہ ہو گی کہ زرمبادلہ کی ملکی ضروریات کے بعد جو زرمبادلہ بچتا ہو اس میں جتنے حاجیوں کے سفر حج کے انتظامات ممکن ہوں ان سے زیادہ کے بارے میں حکومت کچھ پابندیاں عائد کرنے پر مجبور ہو گی اور یہ پابندیاں انفرادی استطاعت حج کی تعریف پر بھی اثر انداز ہوں گی -

دوسری بات جو قابل غور ہے اس کا تعلق ہمارے تصور دین سے ہے - ہم یوں تو بڑے شدومد سے کہتے ہیں کہ اسلام میں عیسائیت کی طرح کلیسا اور بادشاہ کی تفریق موجود نہیں لیکن اندیشہ یہ ہے کہ عیسائی استعمار کے دور میں یہ تفریق کسی نہ کسی طرح ہمارے اندازِ فکر اور طرز عمل میں داخل ہو چکی ہے - اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم فرائض دین اور واجبات حکومت میں واضح تفریق کرنے لگے ہیں حتی کہ ہم میں سے اکثر اول الذکر کی ادائیگی کے بعد مؤخرالذکر کی بجاآوری کو ضروری نہیں سمجھتے بلکہ مؤخر الذکر سے بچنے کی کوشش میں اکثر اول الذکر کی روح کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں - سردست ہم اس کی تفصیل میں نہیں جا سکتے - تاہم اس طرز فکر کا حج کے فریضے پر جو اثر پڑتا ہے اس کی طرف اشارہ ضرور کرنا چاہتے ہیں -

حج کے انتظامات کے سلسلے میں حکومت مصالح عامہ کے پیش نظر کچھ قواعد وضع کرتی ہے - لیکن اکثر لوگ ان کی پابندی کو نظرانداز کر دیتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک ان قواعد کی کوئی دینی حیثیت نہیں ہوتی (۴۰) مثلاً پاسپورٹ کے سلسلے میں غلط معلومات

مہیا کرتے ھیں ۔ تندرستی کے جعلی سرٹیفکیٹ حاصل کـرتے ھیں ۔ حج کے سلسلے میں جھوٹے حلفنامے داخل کرتے ھیں یا مختلف حـیلے اختیار کرتے ھیں ۔ اپنی عمر کے بارے میں جھوٹ بولتے ھیں ، دوسری اور تیسری مـرتبـہ حج پر جانے کے لئے غلط بیانی سے کام لیتے ھیں ۔ خواتین ایسے لوگوں کے نام محرم کے طـور پر درج کراتی ھیں جو شرعی طور پر ان کے محرم نہیں ھـوتے ۔ یہ سب کچھ کرتے وقت لوگ یہ بھـول جـاتے ھیں کہ وہ محض حکومت کی پابندیوں کی خلاف ورزی نہیں کر رھے بلکہ دین کے بنیادی تصورات اور اصولوں کی مخالفت کے بھی مرتکب ھو رھے ھیں ۔

ضرورت اس بات کی ھے کہ ھم ان تبدیلیوں کو سامنے رکھتے ھوئے اپنے طرز فکر کا تجزیہ کریـں اور نئے تقاضـوں کی روشنـی میـں استطاعت کے مفہوم کا تعین کرنے کی کوشش کریں اس ضمن میں چند معروضات غور و فکر کے لئے پیش کی جاتی ھیں ۔

(۱) جسمانی استطاعت :۔ حاجیوں کی بڑھتی ھوئی تعداد کی وجہ سے مناسک حج کی ادائیگی ، تندرست و توانا لوگوں کے لئے بھی خاصی مشکل ھوتی جا رھی ھے کمزور اور بیمار لوگوں کے لئے تو اور بھی دقت طـلب ھے ۔ اس ضمن میں اگر حکومتیں اپاھج ، معذور اور ضعیف لوگوں کو حج پر جانے سے منع کریں تو یہ استطاعت کے شرعی مفہوم کے عین مطابق ھو گا ۔

جسمانی استطاعت کے ضمن میں مریض کے لئے حج واجـب نہ ھـونے کے بارے میں فقہا نے کافی تفصیلی بحثیں کی ھیں ۔ نئے تقاضوں کے تحت " مرض " کے مفہوم کو مزید وسعت دینا ضروری ھے ۔

اس میں حفظان صحت کے وسیع تر معانی کو شامل کرنے کی ضرورت ہے ۔ تندرستی کی یہ تعریف کہ حج پر جانے والے چلنے پھرنے اور سواری پر چڑھنے اُترنے کی قوت رکھتے ہوں کافی نہیں۔ ایسے مریض جو چل پھر سکتے ہوں لیکن اگر وہ متعدی امراض میں مبتلا ہوں لیکن اگر وہ ان سے دوسروں کے بیمار ہونے کا خطرہ ہو تو ان کو بھی ایسے مریضوں میں شمار کرنا ضروری ہے جن پر حج واجب نہیں ہوتا ۔ بلکہ ایسے لوگ بھی جو حفظان صحت کے طریقوں کی پیروی نہ کرتے ہوں اور ان کی وجہ سے دیگر حاجیوں میں امراض پھیلنے کا خطرہ ہو ان پر بھی ایسی پابندیاں لگانا ضروری ہیں ۔

(۲) مالی استطاعت :۔ اس ضمن میں سب سے اہم زرمبادلہ کا مسئلہ ہے ۔ اس کی اہمیت کا مختصراً ذکر ہو چکا ہے چنانچہ مذکورہ بالا حالات کی روشنی میں حکومت یہ طے کرنے کی مجاز ہے کہ ایک حاجی کے سفر حج اور قیام و طعام کے اخراجات کے لئے کتنا زرمبادلہ درکار ہو گا اور اس لحاظ سے مالی استطاعت کا مفہوم یہ ہو جائے گا کہ کسی کے پاس اپنے گھر کے اور اہل و عیال کے اخراجات کے علاوہ اس قدر رقم موجود ہے جس کا اندازہ حکومت نے کیا ہے تو اس پر حج فرض ہو گا ورنہ نہیں ۔

(۳) انتظامات کی استطاعت : حج کے انتظامات کو بہتر بنانے کے لئے حکومتیں مختلف پابندیاں عائد کرتی ہیں ۔ ان میں پاسپورٹ ، سفر کے کاغذات ، مختلف درخواستیں ، حلف نامے اور دستاویزات وغیرہ کی فراہمی شامل ہیں ان کا تمام تر مقصد حاجی

کے جان و مال کی حفاظت ہوتا ہے ۔ ان ہی کاغذات کی بنیاد پر حکومت باہر کی حکومتوں سے ضروری مراعات حاصل کرتی ہے ۔ ان انتظامات میں روز بروز وسعت ہوتی جا رہی ہے اور حاجیوں کی تعداد میں روز بروز اضافے کی وجہ سے ان پابندیوں میں اضافہ بھی ناگزیر ہے ۔ چونکہ یہ سارے انتظامات حاجیوں کی بہتری کے لئے ہیں اس لئے ان کی استعداد ، استطاعت کے مفہوم میں اسی طرح ضروری ہے جس طرح فقہا کے نزدیک ,, راستے کا امن ،، استطاعت کی شرط ہے ۔

ہم نے ان جدید مسائل کی طرف مختصراً اشارہ کر کے ان کی روشنی میں استطاعت کے مفہوم کے تعین کی ضرورت پر زور دیا ہے ۔ ان معروضات کے ذریعے ہم اسلامی دنیا کے علماء اور فقہا کی توجہ استطاعت حج کے ان نئے تقاضوں کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں ۔ تاکہ ان کو سامنے رکھتے ہوئے ان مشکلات کو دور کیا جا سکے جن کی وجہ سے خطرہ ہے کہ استطاعت کے مفہوم کا جزو بن کر وہ کہیں ان معانی کے نظر انداز کرنے کا موجب نہ بن جائیں جن کی وجہ سے حج کا متبرک و بامقصد فریضہ دوسرے مذاہب کے ,,مقدس سفروں ،، سے ممتاز ہے ۔

★ ★ ★

حوالہ جات و حواشی

۱ ۔ صحیح بخاری ۔ حصہ دوم (قاہرہ ، امیریہ ، ۱۳۱۱ ھ) ص ۱۳۳

۲ ۔ تفسیر حقانی ۔ جلد سوم (لاہور ، ۱۹۵۱ ء) ص ۳۲

۳ ۔ سورہ آل عمران : ۹۷

۴ ـ ابن منظور (لسان العرب ـ جلد ثامن (بیروت ، ۱۹۵٦) ص ۲۴۰) طوع کو کرہ کانقیض بیان کرتے ھیں ـ کلام عرب سے مثال دیتے ہوئے لکھتے ھیں جاء فلان طائعا مکرہ چنانچہ طوع ایسی اطاعت کے مفہوم کا حامل ہے جس میں مجبوری شامل نہ ہو ، ورنہ وہ طوع کے مفہوم سے خارج ہو جائے گا ـ

۵ ـ ابن منظور ، لسان العرب ، جلد ثامن (بیروت ، ۱۹۵٦) ص ۲۴۲

٦ ـ تاج العروس من جواھر القاموس ، ج ۵ ص ۲۴۴ ، ۲۴۵

۷ ـ المفردات فی غریب القرآن (کراچی کارخانہ تجارت کتب ۱۹٦۱ء) ص ۳۱۳

۸ ـ ابن جریرطبری جامع البیان عن تاویل آی القرآن (قاھرہ ، دارلمعارف ـ ت ـ ن) جزء ۷ ، ص ۳۷ ـ ۳۹

۹ ـ ایضاً ص ۳۸

۱۰ ـ ایضاً ص ۴۴

۱۱ ـ ایضاً ص ۴۳

۱۲ ـ امام شافعی ، احکام القرآن (قاھرہ ، ۱۹۵۱) جزء اول ص ۱۱۳

۱۳ ـ ابو بکر بن العربی ، احکام القرآن (قاھرہ ، ۱۹۵۷) ـ قسم اول ص ۲۸۸

۱۴ ـ طبری (محولہ بالا) ص ۳٦

۱۵ ـ بیضاوی ، تفسیر انوار التنزیل (استانبول ، عثمانیہ ، ۱۳۱۴ ھ) جزء اول ص ۲۲۱

۱٦ ـ ابن عربی (محولہ بالا) ص ۲۸۹

۱۷ ـ ابو بکر بیہقی ، السنن الکبریٰ (حیدر آباد ، ۱۳۵۰ ھ) ، ج ۴ ص ۳۲۷

۱۸ ـ ایضاً ص ۳۳۰

۱۹ ـ ابن ترکمانی ، حاشیہ سنن بیہقی (محولہ بالا) ص ۳۳۰

۲۰ ـ السنن الکبریٰ ، محولہ بالا ، ص ۳۲۷

۲۱ ـ طبری ، محولہ بالا ، ص ۴۲

۲۲ ـ ملاحظہ ہو طبری ص ۴۵ اور ابن عربی ص ۴۵ جنھوں نے ان " اخبار " کو استدلال کے قابل نہیں پایا کیونکہ ان کی اسناد ضعیف ھیں ـ

۲۳ ـ مختصر ابن خلیل (باریز ، ۱۳۱۸ ھ) ص ۵۲ ـ

۲۴ ـ اصول فقہ میں سبب اور شرط میں یوں فرق کیا گیا ہے کہ السبب عبارۃ عماھو طریق الی الشئی من سلکہ وصل الیہ (سبب اس چیز کو کہتے ھیں جو کسی شے کا راستہ ہو کہ جو اس پر چلے اس چیز تک پہنچ جائے) اور شرط کی تعریف اس طرح کی گئی ہے : اسم لما یتعلق بہ الوجود دون الوجوب (اس چیز کا نام ہے جس سے کسی چیز کا وجود متعلق ہو نہ کہ وجوب ـ یعنی اس سے اس کے وجود کا وجوب متعلق نہ ہو اصول فقہ میں اس فرق کو واضح کرنے کے لئے مثال دی گئی ہے کہ نماز کے حکم (اقم الصلوۃ لدلوک الشمس) میں زوال شمس " سبب " ہے ـ اور طہارت نماز کی شرط ہے ـ زکوۃ میں سال کا گذر جانا

سبب ھے اور نصاب شــرط ھے ۔ حج کے ضمن میں کہا گیا ھے کہ اس میں بیت اللہ سبب ھے اور استطاعت شرط ھے ۔ اس اختلاف کا مطلب مختصراً یوں ہوا کہ جو لوگ استطاعت کے سبب ہونے کے قائل ھیں ان کے نزدیک جب بھی استطاعت ہو گی حج ، فرض ہو جائے گا جب کہ دوسروں کے نزدیک حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ھے ۔

۲۵ ۔ حطاب ۔ مواهب الجليل شرح مختصر ابن خليل ج ۲ (قاهره : ۱۳۲۸ ھ) ص ۴۹۰ ومابعد

۲٦ ۔ بداية المجتهد ، ج ۱ (قاهره ، ۱۹٦۹) ص ۳۳۰

۲۷ ۔ حطاب ، محوله بالا ص ۵۰۳

۲۸ ۔ التاج والاكليل ج ۲ ص ۴۹۸

۲۹ ۔ ابن رشد ، بداية المجتهد محوله بالا ، ص ۳۳۱

۳۰ ۔ حضرت فضل بن عباس سے روایت ھے کہ بنو خثعم کی ایک عــورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر سوال کیا : یا رسول اللہ میرے والد پر اللہ کی طرف سے حج فرض ہو گیا ھے لیکن وہ بہت بوڑھا ھے اور اونٹ پر سیدھا ہو کر بیٹھ بھی نہیں سکتا ۔ رسول اللہ نے فرمایا : تم اس کی طرف سے حج کرو ۔

(جامع ترمذی ، کانپور ، مجیدی) ص ۱۲۳

۳۱ ۔ شافعی ، الأم ، ج ۲ (قاهره ، ۱۳۲۱ ھ) ص ۹٦

۳۲ ۔ ایضاً ، ص ۱۰۴

۳۳ ۔ مغنی المحتاج ج ۱ ، ص ۴٦۳ (قاهره ، ۱۹۵۸)

۳۴ ۔ فتح القدير ، (قاهره ، ۱۳۵٦ ھ) ج ۲ ، ص ۱۲۷ ۔ اصول فقه میں وجوب اور وجوب ادا میں فــرق کیــا گیــا ھے وجوب کا مطلب فعل کی ایسی حالت ھے کہ اس کا تارک فوراً مذمت کا مستحق ہو جاتا ھے اور وجوب ادا کا مطلب ھے کہ فعل تو واجب ہو گیا لیکن اگــر کوئی مانع موجود ہو تو اس کا تارک فوری طور پر مذمت اور سزا کا مستحق نہــیں ہو گا ۔ فعل کے وجــوب کی ایسی حالت کو وجــوب ادا کہتے ھیں ۔ لیکن فقہا کے نزدیک وجــوب ادا کے بغیر وجوب بےمعنی اور نامکمل ھے اس لئے وہ اس فرق کے قائل نہیں ۔

۳۵ ۔ ایضاً

۳٦۔ ردالمحتار ، ج ۲ ، ص ۱۹۳

۳۷ ۔ کاسانی ، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ، ج ۲ (قاهره ، ۱۳۳۸ ھ) ص ۱۲۱

۳۸ ۔ فتاویٰ عالمگیری ترجمہ سید امیر علی ، جلد دوم (لکھنو ، نولکشور ، ۱۹۳۲) ، ص ۴۱

۳۹ ایضاً ص ۴۳

۴۰ ۔ برصغیر پاک وھند میں انتظامات حج کی ذمہ داری کب سے حکومت نے سنبھالی ، اس کی تاریخ کا تعین مشکل ھے لیکن ۱۹۲۹ ء اور ۱۹۳۴ ء کے سفرناموں مــیں (مثلاً منشی امیر احمد کاکوروی کا سفر سعادت ، لکھنو ۱۹۳۲ ء اور خاموش فتح پوری کا مرقع حجاز ، آگرہ ، ۱۹۳۵ ء) قرنطینہ وغیرہ کی پابندیوں پر نکتہ چینی کی گئی ھے اور ایسے واقعات نقل ھیں جن

میں حج پر جانے والے غلط بیانی سے کام لے کر تندرستی کے سرٹیفکیٹ حاصل کرتے ھیں ۔ ان سے معلوم ھوتا ھے کہ حج کے ضمن میں حکومت کی طرف سے عائد پابندیوں کو مذھب میں دخل اندازی سمجھا جاتا تھا اور ان کی خلاف ورزی کو جرم خیال نہیں کیا جاتا تھا اس سلسلے میں سب سے اھم ایک فتوی ھے جو ۱۳۲۹ ھ سے ۱۳۳۲ ھ کے دوران پوچھا گیا ۔ سوال تھا " اگر کوئی سلطنت اپنی مسلمان رعایا کے سفر حج پر جانے میں یہ شرط لگائے کہ " جس شخص کے پاس صرف مکہ معظمہ تک پہنچنے کا کرایہ ھو اور وھاں سے واپسی کا خرچ اس کے پاس نہ ھو تو اس کو جہاز کا ٹکٹ نہ دیا جائے " تو آیا یہ حکم بموجب شرع شریف کے جائز ھے یا نہیں اور ایسا حکم مسلمان کے مذھبی معاملات میں مداخلت سمجھا جائے گا یا نہیں اور آیت وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا میں مصارف واپسی کی استطاعت بھی داخل ھے یا نہیں ؟

مفتی عزیز الرحمن صاحب مفتی دیوبند نے اس کا جو جواب دیا وہ بےحد دلچسپ ھے اور اس تفریق کی غمازی کرتا ھے جس کا ھم ذکر کر رھے ھیں ۔ اس کو تسلیم کرتے ھوئے کہ واپسی کا کرایہ بھی استطاعت کے مفہوم میں شامل ھے مفتی صاحب اس کی تاویل کرتے ھیں اور حکومت کی جانب سے ایسی قیود اور پابندیوں کو مداخلت فی الدین قرار دیتے ھوئے فرماتے ھیں " ...... اس میں کوئی شک نہیں کہ حج بیت اللہ کی فرضیت کے لئے اس قدر مال ھونا جو حاجی کی تمام ضروریات سفر و حضر کو کافی ھو شرط ھے ۔ مگر اس میں بھی تاویل تھی کہ مذھب اسلام میں مطلوب اور پسندیدہ یہ ھے کہ ھر ایک مسلمان غریب یا امیر حج ادا کرے اور ایک دفعہ پر بس نہ کرے ۔ غیرمذھب والے اور ناواقف گو اس عبادت کو وقعت کی نظر سے نہ دیکھیں اور مجنونانہ حرکت سمجھیں مگر وہ مسلمان جو اس حکم کے اغراض و مقاصد کو سمجھے ھوئے ھیں ان سے پوچھنا چاھیے کہ اس کی نظر میں حج بیت اللہ اسلام کے لئے کس قدر مہتم بالشان ، ضروری اور مفید و واجب التعمیل ھے ۔ اس حالت میں ادائے حج کے لئے ایسی قیدیں لگانا جس سے حاجیوں کو جانے میں تنگی پیش آئے یا غریبوں کا جانا بالکل موقوف یا کم ھو جائے بالیقین مذھبی مداخلت ھے اور اس آزادگی کے خلاف ھے جو گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے مذھب والوں کو دی گئی ھے ۔ پس مسلمان کو ان قیود کے ھٹانے کی کوشش کرنا اور گورنمنٹ سے درخواست کرنا فرض اسلام ھے "

(فتاوی دارالعلوم دیوبند مرتبہ مفتی محمد شفیع ، کراچی ، مکتبہ دارالاشاعت ت ۔ ن ص ۲۱۳)

انگریزوں کی حکومت کی مخالفت میں اس قسم کے فتویٰ کی مصلحت واضح طور پر سمجھ میں آتی ھے لیکن اس سے احکام شریعت کی ، اطاعت میں جو دوئی کا تصور اُبھرتا ھے اس کے اثرات اور نقصانات بہت دوررس ھیں چنانچہ اس کی شہادت ھمیں اسی زمانے کے ایک سفرنامے سے ملتی ھے ۔ مرقع حجاز (محولہ بالا ص ۲۷۹) کے مصنف اپنے ۸ شوال ۱۳۵۳ ھ کے روزنامچے میں لکھتے ھیں ۔ " آج سنا گیا ھے کہ بہت سے ایرانی حاجی ریاض کے راستے سے پیدل آئے ھیں ۔ مفلس تھے اس لئے ملک الحجاز والنجد (نے اپنی موٹر لاریوں پر ان کو یہاں تک پہنچا دیا ھے ۔ حکومت حجاز نے بار بار اعلان کر دیا ھے کہ جس کے پاس چھ سات سو روپے کا ڈول نہ ھو وہ حج کا ارادہ نہ کرے کیونکہ اس پر فرض نہیں ۔ "

152

خدا بخش لائبریری جرنل

لائبریری کے ذخیرہ میں محفوظ اہم عربی ، فارسی اور اردو مخطوطات پر تحقیقی مضامین ، اسلامیات اور عہد حاضر کی اسلامی دنیا پر ماہرین علوم مشرقیہ کےمحاضرات ،قدیم اردو رسائل کے منتخبات اور دوسرے علمی مقالات پر مشتمل خدا بخش لائبریری کا سہ ماہی رسالہ

زرسالانہ :

ہندستان ---------------- ٦٠ روپے

پاکستان ---------------- ١٢ ڈالر

دیگر ممالک ---------------- ٢٤ ڈالر